تصنیف:
فقیہِ عصر حضرت قبلہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ

ناشر:
تحریک تبلیغ الاسلام (رجسٹرڈ)

مالیگاؤں، انڈیا

تقسیم کار: نوری مشن، مالیگاؤں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم

عشق مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

فقیہ العصر حضرت علامہ الحاج **مفتی محمد امین قادری نقشبندی** دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

تحریک تبلیغ الاسلام انٹرنیشنل، مالیگاؤں، انڈیا

سلسلۂ اشاعت نمبر ۵

نام کتاب	:	عشق مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
مصنف	:	فقیہِ عصر حضرت علامہ مفتی محمد امین صاحب دامت برکاتہم العالیہ (پاکستان)
کمپوزنگ	:	المختار پبلی کیشنز، مالیگاؤں (+91 9373724282)
پروف ریڈنگ	:	عتیق الرحمٰن رضوی (نوری مشن، مالیگاؤں)
ناشر	:	تحریک تبلیغ الاسلام انٹرنیشنل، مالیگاؤں انڈیا
تقسیم کار	:	نوری مشن، مالیگاؤں
قیمت	:	ایک بار بغور مطالعہ

......ملنے کا پتا......

تحریک تبلیغ الاسلام انٹرنیشنل (انڈیا)

رضا لائبریری، نزد نیا بس اسٹیشن، مالیگاؤں، ضلع ناسک-۴۲۳۲۰۳

رابطہ:

Cell: +91 9373724282 / +91 9096957863

E-mail: sahebzada92@gmail.com

﴿تأثرات﴾

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ و السلام علٰی سید الانبیاء و المرسلین و علٰی آلہ و اصحابہ اجمعین !

امابعد!......اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں ایمان والوں کی ایک خوبی یہ بیان فرمائی ہے کہ: وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰہ (البقرۃ:۱۶۵)

ایمان والے اللہ رب العزت سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔

اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ و ولدہ و الناس اجمعین.

(بخاری شریف، باب حب الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من الایمان-ابن ماجہ شریف ''المقدمہ'' باب فی الایمان، حدیث ۶۷)

تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کو میری محبت اپنے آبا و اجداد، اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ نہ ہوجائے۔

حضور علیہ السلام کی محبت ایمان کی تکمیل کے لیے شرط ہے اور اللہ رب العزت سے محبت ایمان والوں کا ہی شیوہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر ایمان کی تکمیل ممکن نہیں اور بغیر ایمان کے اللہ رب العزت سے محبت کا دعوٰی غلط ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اوّل ہے | اسی میں ہو اگر خامی تو ایماں نامکمل ہے
محمد کی محبت ہے سند آزاد ہونے کی | خدا کے دامن توحید میں آباد ہونے کی

حضور فقیہ العصر دامت برکاتہم العالیہ کی اس مبارک تصنیف ''عشق مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے بغور مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے بغیر کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا اور جب دل میں عشق مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع فروزاں ہوجائے تو دُنیا و آخرت کی نعمتیں بھی حاصل ہوتی ہیں اور اللہ عزوجل کی رضا بھی شاملِ حال ہوجاتی ہے۔

ہر کہ عشق مصطفٰی سامان اوست | بحر و بر در حلقۂ دامان اوست

دُعا ہے اللہ رب العزت؛ قبلہ حضرت صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی سعی جمیل کو مقبول اور ان کے فیضان سے ہمارے دلوں کو عشق مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

محمد بلال قادری نقشبندی عفی عنہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ط

نحمدہ ونصلی ونسلم علٰی رسولہ الکریم وعلٰی الہ واصحابہ اجمعین!

﴿تمہید﴾

فقیر ابوسعید غفرلہٗ بے بضاعت کو اللہ تعالیٰ نے کچھ کتابیں لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔(**والحمد للّٰہ علی ذالک**)لیکن یہ کتابیں لکھنے سے میرا مقصد فرقہ بندی کو ہوا دینا یا کسی پر کیچڑ اُچھالنا یا کسی کی دل شکنی کرنا نہیں ہے۔ میرا مقصد صرف اپنے آقا، تاج دارِ مدینہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی خیر خواہی ہے۔ اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا کرے اور قبول فرمائے۔

وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر وصلی اللّٰہ تعالیٰ علٰی حبیبہ سید العالمین وعلٰی الہ واصحابہ اجمعین.

نیز ان کتابوں کی قبولیت کی سند بھی مل چکی ہے۔ وہ یوں کہ موضع بھابڑا ضلع گجرات سے مورخہ ۷/جون ۲۰۱۰ء کو عزیزم الحاج میاں محمد خالد صاحب زیداقبالہٗ کو فون آیا کہ یہاں کسی کو خواب میں رحمت کائنات اُمت کے والی صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار نصیب ہوا ہے اور سیدالعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فیصل آباد میں مفتی محمد امین ہے اس نے میری شان میں کتابیں لکھی ہیں وہ اچھی کتابیں ہیں وہ منگاؤ اور پڑھو۔

یہ فون والی بات الحاج میاں صاحب نے مجھ سے بیان کی تو سن کر میرا دل باغ باغ ہو گیا اور پھول کی طرح کھل گیا۔ پھر خیال آیا کہ یہ کہیں مبالغہ آرائی نہ ہو تصدیق کر لینی چاہیے۔ میں نے اپنے لخت جگر عزیزم قاری محمد مسعود احمد حسان سلمہ الرحمان اور محترم الحاج منیر احمد بدر صاحب سابق ڈائریکٹر ایف، ڈی، اے فیصل آباد کو مورخہ ۱۲/جون ۲۰۱۰ء کو بھابڑا بھیجا؛ وہ یہ تصدیق کر کے آئے کہ یہ خواب واقعی غلام مرتضٰی کی خالہ کی بیٹی کو آیا ہے۔

والحمد للّٰہ رب العالمین!.......... اور وہ کتابیں یہ ہیں:

۱ البرہان ۲ آبِ کوثر ۳ حاضروناظر رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۴ ردِ شمس ۵ مختار نبی صلی اللہ علیہ وسلم ۶ عظمت نام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۷ شانِ محبوبی ۸ سفرِ آخرت ۹ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۰ غلط فہمی کا ازالہ ۱۱ دوجہاں کی نعمتیں ۱۲ فضائل سیدہ آمنہ طاہرہ رضی اللہ عنہا

نوٹ: ان میں سے چھوٹی کتابیں مفت حاصل کی جاسکتی ہیں۔اور زیر نظر کتاب عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی ضمن میں آئے گی۔اس کتاب عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پانچ بابوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

﴿باب اول﴾......عشق کا معنی
﴿باب دوم﴾......عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت
﴿باب سوم﴾......عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے
﴿باب چہارم﴾......عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے حاصل ہوتا ہے
﴿باب پنجم﴾......عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہاریں اور انعامات

﴿پہلا باب﴾-عشق کا معنی

عشق فرطِ محبت کا نام ہے یعنی کسی کے ساتھ انتہائی محبت ہو تو ایسی محبت کا نام عشق ہے۔

﴿باب دوم﴾-عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہمیت

عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایمان ہے، حدیث پاک میں ہے کہ رسول اکرم شفیع اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لایؤمن احدکم حتی اکو ن احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین.**

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان حدیث ۱۵-صحیح مسلم-مشکوٰۃ)

نیز سیدنا فاروق اعظم نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے دل میں آپ کی محبت ہر چیز سے زیادہ ہے مگر جان کی محبت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر! جب تک تیرے دل میں میری محبت جان سے بھی زیادہ نہ ہو تو مومن ہو نہیں سکتا۔ یہ سنتے ہی سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ اب آپ کی محبت میرے دل میں جان سے بھی زیادہ ہے تو باعث ایجاد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''الآن تم ایمانک یا عمر.'' (دلائل الخیرات شریف)

یعنی اے عمر اب تیرا ایمان مکمل ہوا۔

نیز سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''الا لاایمان لمن لا محبۃ لہ الا لاایمان لمن لا محبۃ لہ الا لاایمان لمن لا محبۃ لہ.'' (دلائل الخیرات)

یعنی فرمایا سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے کان کھول کر سن لو جس دل میں میری محبت نہیں اس کا ایمان ہی نہیں ہے۔ یہ تین مرتبہ تاکید کے لیے فرمایا تاکہ کسی کے دل میں شک نہ رہ جائے کہ سرکار کی محبت کے بغیر ایمان رہ سکتا ہے؛ ہرگز نہیں رہ سکتا۔

تنبیہ: بعض لوگ کہیں گے کہ دلائل الخیرات بھی کوئی حدیث کی کتاب ہے جس سے حدیثیں لکھی جاتی ہیں لہٰذا جب تک صحاح ستہ سے حدیث نہ پیش کی جائے ہم نہیں مانتے۔

اس کے متعلق ہم حضرت شیخ عبداللہ مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد مبارک پیش کیے دیتے ہیں تاکہ احبابِ اہلِ سُنّت کو اطمینان حاصل ہو جائے، فرمایا:

''بسا اوقات بعض کم زور ایمان والے درود پاک کے فضائل میں وارد شدہ احادیث مبارکہ کو دیکھ کر کہہ دیتے ہیں کہ ہم ان احادیث مبارکہ کو نہیں مانتے کیوں کہ یہ حدیثیں صحاح ستہ میں نہیں ہیں۔ ایسا کہنے والا بدعقیدہ ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت مطہرہ میں عیب لگا رہا ہے، علما و محدثین کا کسی حدیث پاک کو قبول کر لینا ہی معیار صداقت ہے۔'' (سعادۃ الدارین)

الحاصل ان تینوں احادیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ عشق رسول اور محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ایمان ہے اور ایمان اعمالِ صالحہ (نماز، روزہ حج و زکوٰۃ، جہاد فی سبیل اللہ) کے لیے شرط ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

''مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً.''

(سورۃ النحل: ۹۷)

یعنی جو بندہ وہ مرد ہو یا عورت وہ نیک اعمال کرے بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی عطا کریں گے۔ اور جب ایمان اعمال صالحہ کے لیے شرط قرار پایا تو ایمان کے بغیر کوئی نیکی نیکی ہو ہی نہیں سکتی۔ کیوں کہ قانون ہے اذا فات الشرط فات

المشروط. جب شرط نہ پائی گئی تو مشروط کا وجود ہی نہ رہا۔ جیسے کہ وضو اور نماز ہے۔ وضو (طہارت) نماز کے لیے شرط ہے اور نماز مشروط ہے تو اگر کوئی شخص وضو نہ کرے اور ساری رات نماز پڑھتا رہے تو کیا اس کی نماز ہو جائے گی؛ ہرگز نہیں کیوں کہ نماز کی شرط یعنی وضو تو اس نے کیا ہی نہیں تو نماز کیسے ہوگی، کیوں کہ شرط نہ پائی گئی تو مشروط کا وجود نہیں رہا۔

یوں ہی جس دل میں ایمان نہیں، محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں، اس کی کوئی نیکی، کوئی صالح عمل ہے ہی نہیں۔ بلکہ جو دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہے وہ تو دوزخ کا ایندھن بنے گا۔ قرآن مجید میں ہے:

''اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ.'' (سورۃالنساء:۱۴۵)

یعنی منافق لوگ یقیناً دوزخ کے سب سے نیچے درجے میں ہوں گے۔

نیز قرآن مجید میں ہے:

''وَعَدَ اللّٰہُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْکُفَّارَ نَارَ جَھَنَّمَ.'' (سورۃالتوبۃ:۶۸)

یعنی اللہ تعالیٰ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کفار کے ساتھ دوزخ کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ نیز قرآن مجید میں فرمایا:

''وَیُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِکِیْنَ وَالْمُشْرِکٰتِ.'' (سورۃالفتح:۶)

یعنی اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو عذاب میں ڈالے گا۔

نیز فرمایا:

''اِنَّ اللّٰہَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِیْنَ وَالْکٰفِرِیْنَ فِیْ جَھَنَّمَ جَمِیْعًا.'' (سورۃالنساء:۱۴۰)

بے شک اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو دوزخ میں اکٹھا کرے گا۔

سوال: کیا جب دل عشق و محبت سے خالی ہو تو ضروری ہے کہ وہ منافق بن جائے؟

جواب: بوتل میں شربت روح افزا بھرا ہو تو اس میں اور کوئی چیز نہیں سما سکتی کیوں کہ اس بوتل میں کسی دوسری چیز کی گنجائش ہی نہیں لیکن جب اس بوتل سے شربت نکالا جائے گا تو جتنی بوتل خالی ہوگی اتنی ہی اس میں ہوا بھرتی جائے گی، یوں ہی جب دل میں محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجزن ہو تو دوسری چیز اس میں نہیں آسکتی، لیکن اگر کسی منافق کی صحبت یا تعلیم کی وجہ سے محبت نکل گئی تو نفاق خواہ مخواہ بھر جائے گا بمصداق آیۂ مبارکہ ''فِیْ قُلُوْبِھِمْ

مَّـرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا" (سورة البقرة:۱۰) **اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو عشق مصطفیٰ** صلی اللہ علیہ وسلم سے وافر حصہ عطا کرے۔ آمین!

جو دل عشق و محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہو اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے

حدیث پاک:

"سیدنا ابو ہریرہ صحابی رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ غزوۂ حنین (حنین کی جنگ) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک (نیک) مسلمان کو دیکھ کر فرمایا: یہ دوزخی ہے اور جب جنگ شروع ہوئی تو اس مسلمان نے خوب جوہر دکھائے مسلمانوں کی طرف سے کافروں کے ساتھ خوب جنگ کی حتیٰ کہ اُسے کافی زخم آ گئے تو اسلامی لشکر والوں میں سے ایک نے جا کر عرض کیا: یا رسول اللہ! جس شخص کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ یہ دوزخی ہے وہ تو اسلام کی خاطر خوب لڑ رہا ہے (کیا ایسا جاں نثار مجاہد بھی دوزخ میں جائے گا) یہ سن کر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں بے شک وہ دوزخی ہے یہ ارشاد سن کر قریب تھا کہ بعض لوگ شک میں مبتلا ہو جاتے (کیوں کہ اگر ایسا مجاہد ایسا جاں نثار بھی دوزخ جائے تو پھر جنت کس نے جانا ہے) لیکن ہوا یوں کہ جب جنگ ختم ہوئی تو وہ شخص خودکشی کر کے حرام کی موت مر گیا یہ دیکھ کر لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دوڑے اور عرض گذار ہوئے: یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس نے آپ کی بات کو سچ کر دکھایا ہے کہ یہ شخص واقعی دوزخی بنا یہ سن کر اللہ تعالیٰ کے سچے رسول باعثِ ایجادِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اکبر! میں گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ اور اُس کا رسول ہوں پھر فرمایا: **قم یابلا ل فاذن لا ید خل الجنة الامؤمن وان اللّٰه لیؤید ھذ ا الدین بالرجل الفاجر."** ﴿صحیح بخاری﴾

یعنی اے بلال اُٹھ اور اعلان کر کہ جنت میں وہی بندہ جائے گا جس کے دل میں ایمان ہے اور ایمان محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے بے شک اللہ تعالیٰ دین کی تائید و حمایت کسی فاسق وفاجر سے بھی کروا لیتا ہے۔ (جیسے اس منافق سے کروائی)

تنبیہ: علامہ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: "**وکان من المنافقین.**" یعنی اسلام کی طرف سے وہ لڑنے والا منافق تھا...... اور منافق وہ ہوتا ہے جس کا دل محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہو۔

اس سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوا کہ جس دل میں نفاق ہے؛ جو دل محبت مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہے ۔وہ جنت نہیں جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو نفاق (منافقت) سے بچائے۔

الحاصل عشق ومحبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر یہ اعمالِ صالحہ، یہ نمازیں، روزے، حج وجہاد یہ کسی گنتی شمار میں نہیں ہیں۔ڈاکٹر اقبال نے سچ فرمایا ہے ؎

روح ایماں مغز قرآں جان دین　　　　ہست حب رحمۃ للعالمین

یعنی ایمان کی روح اور قرآن پاک کا مغز اور دین کی جان یہ اس ذات والا صفات کی محبت کا نام ہے جو کہ سارے جہانوں کے لیے رحمت بن کر تشریف لائے ہیں۔

سبحان اللہ! گویا کہ اقبال نے کوزے میں دریا بند کر دیا ہے۔

غور کیجیے! روحِ ایمان یعنی ایمان کی روح رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے،لہٰذا اگر دل میں محبت نہیں تو ایمان بھی نہیں ہے۔

﴿واقعہ-۱﴾

سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہٗ نے فرمایا:

’’کہ ایک دن میرے سامنے ایک بزرگ آئے جو کہ ظاہر نظر میں بزرگ نظر آتے تھے لیکن دل کی نظروں سے دیکھا تو وہ گڑبڑ نظر آیا؛ میں حیران ہو گیا کہ یہ کیا ماجرا ہے؛ پھر میں نے دیکھا کہ سارے نبی ورسول علیہم السلام تشریف فرما ہیں اور بیک زبان فرما رہے ہیں: ’’لیس منا.‘‘ یعنی یہ ہمارا نہیں ہے۔

الحاصل ان تینوں واقعات سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ نجات کا دارو مدار عقیدے پر ہے کہ اکابر کے اقوالِ مبارکہ سے واضح ہو چکا کہ اگر عقیدے میں خرابی ہوئی تو نماز، روزہ، تبلیغ وتدریس عذاب الٰہی سے نہیں بچا سکتے۔

﴿واقعہ-۲﴾

میرے پاس گوجرہ کے ایک گاؤں سے دو بھائی آئے اور ان میں سے ایک نے واقعہ بیان کیا کہ:

’’ہمارے گاؤں والے سارے کے سارے سنی صحیح العقیدہ، بزرگان دین کو ماننے والے تھے۔ پھر کچھ عرصہ بعد ہمارے خطیب وامام فوت ہو گئے تو وہاں ایک عالم دین جو کہ

قرآن مجید کا حافظ بھی تھا وہ آیا اور قسمیں کھا کھا کر کہتا تھا کہ اللہ کی قسم میں سنی حنفی ہوں۔ گاؤں کے سادہ لوح لوگوں نے اس کی قسموں پر اعتبار کر کے اسے خطیب وامام رکھ لیا لیکن؛ تھا وہ ان لوگوں سے جن کے دل محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہیں۔ پھر اس نے بچوں کو بھی پڑھانا شروع کر دیا اور ساتھ ہی اپنے مسلک کی تبلیغ بھی جاری رکھی جس تبلیغ کی وجہ سے آدھے سے زیادہ گاؤں والے اسی کے ہم مسلک ہو گئے جن میں سے ہم دونوں بھائی بھی تھے۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ استاد بھی فوت ہو گیا تو میں نے خواب میں دیکھا کہ وہ استاد ریت میں پھنسا ہوا ہے یعنی کمر تک ریت میں دھنسا ہوا ہے نہ کہیں آ سکتا ہے نہ جا سکتا ہے۔ تو میں نے خواب میں ہی پوچھا کہ استاد جی کیا ماجرا ہے تو اس نے کہا کہ ساری عمر قرآن مجید پڑھاتے گزری مگر میرا عقیدہ صحیح نہیں تھا اس لیے یہ سزا ملی ہے۔''

نوٹ: اس کا عقیدہ ان لوگوں کی طرح تھا جن کے دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہوتے ہیں اور وہ اگر مگر کے چکر چلا کر اللہ تعالیٰ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ رفیع میں تنقیص کرتے رہتے ہیں۔ جیسے کہ آپ نے مولانا سید غلام جیلانی شاہ صاحب کا واقعہ جو کہ ماہنامہ ''السعید'' ملتان شریف سے شائع ہوتا ہے اس میں پڑھا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اگر مگر کے چکر چلانے والوں کے شر سے محفوظ رکھے۔

واقعہ-۳

میرے بیٹے میرے لختِ جگر قاری محمد مسعود احمد حسان سلمہ الرحمان کی ایک بزرگ ایک پیر صاحب جو کہ کسی محکمہ میں بڑے افسر بھی تھے ان سے ملاقات ہوئی تو ان پیر صاحب نے واقعہ سنایا کہ:

''میرے پاس ایک میرا دوست آیا اور اس دوست نے واقعہ سنایا کہ میرا ایک استاد تھا جو کہ سنی صحیح العقیدہ نہیں تھا۔ وہ استاد فوت ہو گیا تو کچھ دنوں کے بعد میرے پاس ایک شخص آیا جسے کشفِ قبور کا علم حاصل تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ میرے استاد صاحب کا حال دیکھو کہ قبر میں کیا حال ہے وہ شخص قبر کے سامنے آنکھیں بند کر کے سر جھکا کر بیٹھ گیا اور کچھ وقفے کے بعد سر اُٹھایا اور بتایا کہ ان سے جب منکر نکیر نے سوال پوچھے تو یہ پہلے دو سوالوں کے جواب دے گیا لیکن جب تیسرا سوال کیا کہ یہ سامنے کون ہیں تو یک دَم اس کے سامنے پردہ

ہوگیا اور یہ ھا ھا لا ادری کہہ کر فیل ہوگیا۔ اور یہ بے ایمان ہی مرگیا۔''

ان واقعات سے بھی ثابت ہوا کہ محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر نمازیں پڑھنا پڑھانا کسی گنتی شمار میں نہیں ہے۔

نیز اقبالؔ نے فرمایا قرآن پاک کا مغز بھی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔ بالکل بجا فرمایا کیوں کہ جن لوگوں کے دل عشق و محبت سے خالی ہیں ان کو قرآن مجید سمجھ میں آتا ہی نہیں۔ ۱۴ رسو سال سے زائد عرصہ ہوگیا ہے وہ لوگ کافروں اور بتوں کے حق میں نازل شدہ آیات مبارکہ پڑھ پڑھ کر عام مسلمانوں کو ولیوں، غوثوں، قطبوں کو مشرک قرار دیتے ہیں۔ حالاں کہ شرک کا مفہوم بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر شان ہر صفت ذاتی ہے کوئی صفت عطائی نہیں اور مخلوق کی ہر صفت عطائی ہے کوئی صفت ذاتی نہیں۔ خواہ وہ ولی ہو، غوث ہو، قطب ہو، نبی ہو، رسول ہو خواہ وہ حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ ان کی ہر صفت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے جیسے کہ حدیث گواہ ہے۔ نیز قرآن پاک میں ہے:

''وَمَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰهِ فَکَاَنَّمَا خَرَّمِنَ السَّمَآءِ فَتَخۡطَفُهُ الطَّیۡرُ اَوۡتَهۡوِیۡ بِهِ الرِّیۡحُ فِیۡ مَکَانٍ سَحِیۡقٍ.'' (سورۃالحج: ۳۱)

یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور کو شریک کرے کسی اور کو الـــــہ مانے گویا وہ آسمان سے گر گیا تو اُسے پرندے اُچک لیں یا اُسے ہوا کسی دور دراز مکان میں گرا دے۔

اور ساتھ ہی فرما دیا:

''وَمَنۡ یُّعَظِّمۡ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنۡ تَقۡوَی الۡقُلُوۡبِ.'' (سورۃالحج: ۳۲)

اور یہ نبی، ولی، غوث، قطب، ابدال یہ سب شعائر اللہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں۔ ان کے ہاتھوں اللہ کی قدرت کے کرشمے ظاہر ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کی تعظیم دل کا تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔

مسئلہ تو بالکل واضح ہے؛ قرآن پاک نے شرک اور تعظیم کے حکم کی وضاحت کر دی، لیکن سمجھ تب آئے جب دل میں مغز قرآن یعنی رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہو۔ نیز اقبالؔ نے فرمایا حُبِّ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم جانِ دین یعنی دین کی جان ہے، لہٰذا عشق و محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر دین بے جان ہے۔ ایسے لوگوں کی تبلیغ بے فائدہ ہے۔

﴿تمثیل﴾

ایک دینی جماعت تبلیغ کے لیے نکلے، جس جماعت کے دل عشق ومحبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہوں۔ وہ جماعت کسی ایسے ملک پہنچ جائے جہاں اسلام کی کرن بھی نہیں چمکی۔ وہ جماعت ان لوگوں کو دین کی تبلیغ شروع کردیں۔ وہاں کے لوگ پوچھیں یہ دین جس کی تم تبلیغ کرتے ہو کون لایا ہے؟ جماعت والے کہیں اس کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے وہ لوگ پوچھیں اس محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہسٹری کیا ہے وہ کیسے ہیں؟ تبلیغ والے کہیں: ''وہ ہیں تو اللہ کے رسول مگر ان کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں، ان کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا، وہ تو اپنے نواسوں کو نہ بچا سکے تو وہ دوسروں کا کیا کر سکتے ہیں، ان کو تو اپنا بھی پتا نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا۔'' (معاذ اللہ)

تو مسلمان بھائیو! انصاف سے بتایے کہ وہ دین اسلام کو قبول کرلیں گے، ہرگز نہیں بلکہ وہ کہیں گے میاں صاحب ایسا دین آپ لوگوں کو ہی مبارک ہو ہمیں اسی لائن پر رہنے دیں جس پر ہم چل رہے ہیں۔ اور ایسا ایک واقعہ ہوا بھی ہے۔ مجھے صوفی اللہ رکھا صاحب مرحوم جنھوں نے زندگی کا اکثر حصہ سیدی محدث اعظم پاکستان حضرت مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ گزارہ تھا۔ انھوں نے واقعہ سنایا کہ بھکی ضلع گجرات میں محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک مولوی کا مناظرہ ہوا تو مولوی مذکور نے مناظرہ کے دوران عوام الناس کی طرف روئے سخن موڑ کر کہا: لوگو! سنو نمک ملتا ہے کھیوڑہ کی کان سے تو اگر کوئی مدینہ جا کر کہے اے اللہ کے نبی مجھے نمک دے دو تو بھلا وہ نمک دے سکتے ہیں، نیز گھاس ملتا ہے چراگاہ سے تو کوئی مدینہ جا کر کہے اے نبی مجھے گھاس دے دو تو بھلا وہ گھاس دے سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں دے سکتے۔ اور اس مناظرہ کو سننے کے لیے سکھ بھی آئے ہوئے تھے، پھر جب وہ مولوی شکست کھا کر واپس جارہا تھا کچھ لوگوں نے دیکھا کہ اس مولوی کو سکھوں نے گھیرا ہوا ہے اور وہ سکھ کہہ رہے تھے مولوی جی جو تمہارا نبی نمک نہ دے سکے، گھاس نہ دے سکے، اس کا کلمہ پڑھنے کا کیا فائدہ؟ ہمارا مشورہ ہے کہ اس نبی کو چھوڑ کر ہمارے گرو کا کلمہ پڑھ لو۔ اور مولوی مبہوت اور لاجواب کھڑا تھا۔

واقعی جن کے دل عشق ومحبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہوں ان کی تبلیغ ایسی

ہی ہوتی ہے۔

اور اگر کوئی دوسری جماعت جن کے دل عشق و محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے لبریز ہیں وہ ایسے ملک پہنچ جائیں جہاں اسلام کی کرن بھی نہیں چمکی وہ وہاں لوگوں کو دین اسلام کی دعوت دیں اور وہ لوگ پوچھیں یہ دین کون لایا ہے وہ کہیں جو دین اسلام لائے ہیں ان کا نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ وہ لوگ سوال کریں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ہسٹری بیان کرو۔ وہ ایمان والے کہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہیں کہ چاند کی طرف انگلی کا اشارہ کریں تو چاند کے دو ٹکڑے ہو جائیں، وہ وہ ہیں کہ ہاتھ اُٹھا دیں تو ڈوبا ہوا سورج واپس آ جائے، وہ وہ ہیں کہ درخت کو بلائیں تو درخت زمین چیرتا ہوا حاضر ہو جائے، وہ وہ ہیں کہ اگر جانور سے پوچھیں میں کون ہوں تو وہ بزبانِ فصیح یعنی بلند آواز سے گواہی دے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں، وہ ایسے ہیں کہ دو آدمیوں کا کھانا لوگوں کو تقسیم کرنا شروع کر دیں تو ایک سو اسی آدمی پیٹ بھر کر کھا جائیں تو کھانا ختم نہ ہو، وہ ایسے ہیں کہ کھاری اور کڑوے چشمے کا نام بدل دیں تو وہ ہمیشہ کے لیے میٹھا ہو جائے، وہ ایسے ہیں کہ نمازی سردی کی وجہ سے گھروں سے باہر نہ نکل سکیں اور وہ دُعا کر دیں یا اللہ سردی دور کر دے تو فوراً موسم بدل جائے اور نمازی پنکھے کرتے مسجد میں آ جائیں، وہ ایسے ہیں کہ صحابی کو تیر لگنے کی وجہ سے آنکھ نکل کر پٹھے کے ساتھ لٹک جائے اور وہ حاضر ہو کر عرض کرے تو اللہ تعالیٰ کے حبیب رحمت والے ہاتھ مبارک سے آنکھ کو اپنی جگہ پر رکھ کر دُعا کریں تو بغیر دارو اور بغیر لوشن، بغیر آپریشن اسی وقت ٹھیک ہو جائے، بلکہ دوسری آنکھ سے خوب صورت ہو جائے، وہ ایسے ہیں کہ ایک پیالہ میں ہاتھ مبارک رکھ دیں تو چشمے جاری ہو جائیں جس سے پندرہ سو کا لشکر پانی پیے، وضو کرے، اونٹ پئیں مگر پانی ختم نہ ہو، وہ ایسے ہیں کہ مشکیزہ کے منہ پر ہاتھ رکھ دیں تو سارے قافلہ والے پانی پئیں، توشہ دان بھر لیں مگر پانی کی ایک بوند بھی کم نہ ہو۔ الخ

تو یقیناً وہ لوگ سوچیں گے کہ یہ دین قبول کر لینا چاہیے ہمارے بت تو اپنے جسم سے مکھی بھی نہیں ہٹا سکتے اور سوچیے! اس دوسری جماعت کو یہ پذیرائی کیوں ملی؟ اس لیے کہ ان کے دلوں میں محبت و عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجزن تھا۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو سچا سچا عشق حبیب صلی اللہ علیہ وسلم عطا

کرے۔آمین

﴿تیسرا باب﴾۔عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے

﴿واقعہ-۱﴾

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسلام قبول کر کے صحابی بن گئے تو ایک دن آپ کے باپ نے جب کہ وہ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے انھوں نے حبیب خدا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین کی شان میں کوئی نازیبا لفظ کہہ دیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باپ کے منھ پر مکا مار کر دانت توڑے اور پھر جب دربارِ رسالت میں حاضر ہو کر یہ واقعہ سنایا تو باعثِ ایجادِ عالم سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر! کیا واقعی تو نے ایسے کیا ہے، تو عرض کیا اے میرے آقا اس وقت میرے پاس تلوار نہیں تھی ورنہ میں اپنے باپ کا سر قلم کر دیتا۔

تنبیہ: سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یہ اس لیے کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین.“(او کما قال)

یعنی اے میری اُمت تم میں سے کوئی شخص صحیح طور پر مومن نہیں بن سکتا جب تک کہ اس کے دل میں میری محبت اس کے ماں باپ سے اولاد سے اور سب لوگوں کی محبت سے زیادہ نہ ہو۔

﴿واقعہ-۲﴾

جب معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر بلایا اور عرش وکرسی نیز آسمانوں کی سیر کرائی اور وہاں کافی عرصہ گزارا پھر جب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے تو وہی وقت تھا جس وقت اوپر کو تشریف لے گئے تھے، پھر جب دن چڑھا اور سرکار محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے معراج پاک کے واقعات سنائے تو ابوجہل اور اس کے ساتھیوں نے بغلیں بجائیں۔ اتفاق سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ وہاں موجود نہ تھے تو کفار مکہ مشورہ کر کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے

پاس پہنچ گئے اور بولے کہ ابوبکر دیکھا تو جس کے پیچھے لگا ہوا ہے وہ کیسی باتیں کرتا ہے بھلا کسی کی عقل مانتی ہے کہ وہاں اتنا عرصہ گزار کے آئے تو وہی وقت تھا جس وقت گئے تھے، ایسی باتیں سن کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا تم واقعی اُن سے سن کر آئے ہو، کفار بولے بالکل ہم سچ سچ کہہ رہے ہیں کہ تیرے نبی نے یہ ساری باتیں بیان کی ہیں، یہ سن کر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ باتیں میرے آقا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہیں تو میں بالکل ان سب کو مانتا ہوں۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایمانِ صدیقی عطا کرے، تاکہ اگر مگر کا تانا بانا ختم ہو جائے؛ کہ اگر نبی کو اختیار رہوتا تو یوں کیوں ہوا، اور یوں کیوں نہ ہوا، یہ اگر مگر کا چکر ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔ **حسبنا اللّٰہ و نعم الوکیل**

واقعہ-۳

مدینہ منورہ میں منافقوں کا ایک گروہ تھا جن کا قائد عبداللہ بن ابیّ بن سلول تھا۔ وہ منافق لوگ سرکار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتے، زکاتیں بھی دیتے، جنگوں میں بھی شریک ہوتے لیکن ان کے دلوں میں بجائے عشق ومحبت کے بغض بھرا ہوا تھا، ایک مرتبہ کہیں جنگ تھی، وہاں اسلامی فوج میں یہ منافق عبداللہ بن ابیّ بھی شریک تھا، اس نے اپنے گروہ اور اپنے آپ کو عزت والا کہا اور باعث ایجادِ عالم رحمۃ للعالمین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ان کے جاں نثار صحابہ کو (نقل کفر کفر نباشد) معاذ اللہ ذلیل کہا جیسے کہ قرآن مجید میں ہے:

''يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ.''

(سورۃالمنافقون :۸)

یعنی مدینہ واپس جا کر ہم عزت والے وہاں سے ذلیلوں کو نکال دیں گے (العیاذ باللہ)

اور حسن اتفاق کہ اس رئیس المنافقین عبداللہ بن ابیّ کا بیٹا سچا عاشق رسول تھا، جب اس بیٹے نے باپ کی بکواس سنی تو باپ کو پیغام بھیجا کہ آ میں تجھے بتاؤں کہ عزت والا کون ہے اور ذلیل کون ہے اور پھر وہ تلوار لے کر مدینہ منورہ کے باہر کھڑا ہو گیا تاکہ باپ کو قتل کر دے۔ اس رئیس المنافقین کو جب پتا چلا کہ میرا بیٹا مجھے مارنے کے لیے کھڑا ہے، اس نے رسول اکرم سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں التجا کی کہ آپ میرے بیٹے کو منع فرمائیں تو نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بیٹے کو فرمان بھیجا کہ تو ابھی باپ کو قتل نہ کر (کیوں کہ ابھی اوپر سے فرمان نہیں آیا) یہ سن کر اس رئیس المنافقین کے بیٹے نے کہا: میرے آقا کا فرمان میرے سر آنکھوں پر میں اپنے باپ کو قتل نہیں کروں گا مگر کہلواؤں گا ضرور کہ بتا عزت والا کون ہے اور ذلیل کون ہے، چنان چہ جب اس کا باپ آیا تو بیٹے نے کہا میں تجھے گھر میں داخل نہیں ہونے دوں گا جب تک تو یہ نہ کہے کہ ہم ذلیل ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں، آخر کار باپ سے کہلوایا کہ ذلیل ہم ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عزت والے ہیں، پھر باپ کو اندر جانے دیا۔ (تفاسیر عامہ)

یہ ہیں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تقاضے...... **اللّٰھم ارزقنا حبک وحب حبیبک الکریم صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم**

واقعہ-۴

سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیٹی ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اسلام میں داخل ہونے کے بعد سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آکر ام المومنین کا مقام حاصل کر لیا تو ان کے باپ ابوسفیان جو کہ ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ پہنچے اور اپنی بیٹی ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں ان کو ملنے یعنی بیٹی کو ملنے کے لیے ان کے گھر پہنچ گئے، وہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بستر بچھا ہوا تھا، باپ نے خیال کیا کہ شاید میری بیٹی میرے لیے کوئی اچھا بستر بچھائے گی جب دیکھا کہ اور کوئی بستر نہیں لایا گیا تو اسی بستر پر بیٹھنے لگے تو بیٹی دوڑی آئی اور اس بستر مبارک کو لپیٹ لیا اور کہا اب بیٹھنا ہے تو بیٹھ جاؤ، یہ منظر دیکھ کر باپ کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور بولا بیٹی یہ بتا کہ میں اس بستر کے لائق نہیں یا یہ بستر میرے لائق نہیں، تو بیٹی نے کہا کہ ابا یہ بستر حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور تو مشرک ہے، میں کیسے برداشت کر سکتی ہوں کہ ایک مشرک کا جسم میرے آقا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر مبارک کے ساتھ چھوئے، یہ سن کر باپ بولا بیٹی تو یہاں آکر بُری عادتوں میں مبتلا ہو گئی ہے......

الحاصل: چوں کہ ام المومنین کے دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجزن تھا وہ کیسے کسی مشرک کو ان کے بستر پر بٹھا سکتی تھیں، خواہ باپ ہی کیوں نہ ہو۔ یہ ہیں عشق مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کے تقاضے، اور بھی واقعات ہیں لیکن بڑھاپے کی وجہ سے لکھنا پڑھنا مشکل ہو گیا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین

﴿چوتھا باب﴾۔ عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟

﴿۱﴾ رسول اکرم نبی محترم سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور شانِ محبوبی کے واقعات سننے پڑھنے سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دل میں موجزن ہوتا جاتا ہے۔ (ایسے واقعات کو پڑھنے کے لیے ''البرہان'' کا مطالعہ کریں)

﴿۲﴾ درود پاک بکثرت پڑھنے سے بھی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وافر حصہ عطا ہو سکتا ہے۔

﴿۳﴾ کسی ولی کی نظر عنایت ہو جائے تو بھی یہ دولت مل سکتی ہے۔ واللہ الموفق و نعم الوکیل

﴿واقعہ﴾

جب پاک و ہند کی تقسیم ہوئی تو کچھ لوگ بھارت سے ہجرت کر کے پاکستان آئے ان میں ایک صاحب جن کا نام ابراہیم تھا وہ جالندھر سے ہجرت کر کے فیصل آباد آئے اور جامعہ رضویہ مظہر الاسلام کے ساتھ مشرقی جانب ایک مکان میں رہائش پذیر ہو گئے۔ اور جب میں اسباق کی تدریس سے فارغ ہوتا تو وہ میرے کمرے دارالافتاء میں آ کر بیٹھ جاتے، ایک دن میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کی بیعت کس کے ساتھ ہے؟ تو بابا ابراہیم صاحب نے بتایا کہ میری بیعت حضرت حکیم فضل محمد صاحب جالندھری کے ساتھ ہے، پھر انھوں نے واقعہ سنایا کہ حکیم فضل محمد صاحب جالندھری فاضلِ دیو بند تھے اور ساتھ ہی مستند حکیم بھی تھے اور جب وہ تعلیم سے فارغ ہوئے تو انھوں نے جالندھر میں مطب (حکمت کی دُکان) کھولی اور پھر جب خواجہ خواجگان سید معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے عرس مبارک کے دن آتے تو جالندھر کے لوگ عرس مبارک کی تیاری کرتے اور حکیم صاحب کو کہتے حکیم صاحب آپ بھی عرس مبارک پر چلیں گے تو حکیم صاحب جواباً کہتے وہاں کیا رکھا ہے، وہاں تو شرک اور بدعت کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، پھر ایک سال حکیم صاحب تیار ہو گئے کہ چلو چلتے ہیں، ریل پر سوار ہو کر اجمیر شریف پہنچے تو وہی تھے، مسجد میں گئے تو وہی تھے، پھر جب سوئے تو اچانک دل میں آہٹ سی ہوئی، آنکھ کھلی تو حالت بدلی ہوئی تھی دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بسیرا ہو چکا تھا۔ پھر جب واپس آئے تو کسی اللہ والے کے مرید ہوئے پھر

خود پیر بنے، پھر جن امور کو پہلے شرک اور بدعت کہا کرتے تھے؛ مثلاً: گیارہویں شریف، میلاد شریف وغیرہا؛ اُن اُمور کو بڑی دھوم دھام سے کرتے۔ ربیع الاول کی ۱۰، ۱۱، ۱۲رکی راتوں کو چلہ کرتے اور بارہ ربیع الاول شریف کو نماز فجر کے بعد جلوس نکالتے جو کہ پورے جالندھر شہر کا گشت کرتا اور عصر تک جلوس رہتا تو پتا چلا کہ کسی ولی کی نظر سے بھی عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم عطا ہو جاتا ہے۔ واللّٰہ تعالٰی ولی التوفیق

﴿پانچواں باب﴾-عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہاریں اور انعامات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ......امابعد!

جس دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بسیرا ہے اس کے لیے جنت کے دروازے کھلے ہیں وہ خراماں خراماں جنت پہنچ جائیں گے۔ اور جن کے دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہیں ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے؛ خواہ وہ کیسے ہی عمل کریں۔

﴿معتبر واقعہ﴾

سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے زمانے میں ایک اسرائیلی تھا، جس کے اعمال نہایت گندے اور خراب تھے، جب وہ فوت ہوا تو بنی اسرائیل نے اس کا کفن دفن گوارا نہ کیا کیوں کہ یہ کردار کا گندہ آدمی تھا، بلکہ اس کو گھسیٹ کر گندگی کے ڈھیر (اروڑی) پر پھینک آئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ ایک ہمارا دوست فوت ہو گیا ہے اور وہ فلاں جگہ گندگی کے ڈھیر پر پڑا ہے آپ اپنی اُمت کو حکم دیں کہ وہ اسے وہاں سے اُٹھا کر لائیں اور غسل کفن کے بعد آپ اس کا جنازہ پڑھا دیں اور پھر اس کو دفن کر دیا جائے، یہ ارشاد سن کر موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام وہاں پہنچ گئے، اس کو دیکھا اور پہچان لیا کہ یہ تو وہی پاپی ہے، لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور تھے، اسے لایا گیا اور اعزاز کے ساتھ دفن کر دیا، پھر سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام نے عرض کیا: یا اللہ یہ تو بڑا مجرم اور پاپی تھا اسے یہ اعزاز کیسے عطا ہوا تو وحی آئی: تھا تو یہ ایسا ہی پاپی مگر جب یہ تورات کھولتا اور اس کی نظر میرے حبیب کے نام مبارک پر پڑتی (چوں کہ اس کے دل میں عشق تھا) یہ اس مبارک نام کو بوسا دیتا اور درود پاک پڑھتا۔ اس لیے میں نے اس کے سارے گناہ معاف کر دیے۔ (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''لَا يُسْـَٔلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْـَٔلُوْ نَ. ''(سورۃ الانبیاء: ۲۳) یعنی اللہ تعالیٰ جو بھی کرے

کوئی اس سے پوچھ نہیں سکتا کہ یہ کیوں ہوا، ہاں اللہ تعالیٰ ہر کسی سے پوچھ سکتا ہے۔)

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیٰ النبی المختار وسید الا برار وعلیٰ اله واصحابه الی یوم القرار

اور یہ واقعہ کوئی غیر معتبر واقعہ نہیں ہے بلکہ اس واقعہ کو بڑے بڑے محدثین اور ائمہ دین نے بڑے وثوق کے ساتھ لکھا ہے، مثلاً: حضرت خواجہ ضیاء اللہ نے مقاصد السالکین میں اور امام سخاوی نے القول البدیع میں اور صاحب حلیہ نے حلیۃ الاولیاء میں اور حضرت علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت حلبیہ میں ذکر کیا ہے۔ **والحمد للّٰه رب العالمین**...... نیز اس واقعہ کی تائید حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے۔

﴿حدیث پاک-۱﴾

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ایک پاپی گنہگار مومن بندے کو اللہ تعالیٰ اپنے قریب کرے گا: "**ان اللّٰـه یدنی المومن.**" اس پر اپنی رحمت کا پلو رکھے گا اور اسے لوگوں سے چھپا کر فرمائے گا اے بندے کیا تو نے فلاں وقت یہ گناہ نہیں کیا تھا اور کیا تو نے فلاں وقت یہ گناہ نہیں کیا تھا تو وہ بندہ اپنے گناہوں کا اقرار کرتا جائے گا حتیٰ کہ وہ اپنے سارے جرموں اور گناہوں کا اقرار کرے گا اور وہ سمجھے گا کہ اب میں بچ نہیں سکتا تو اچانک اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے بندے میں نے دُنیا میں تیرے گناہوں کو چھپائے رکھا (کیوں کہ تو مومن تھا) اور اب میں تجھے معاف کرتا ہوں، اور اس کو اس کا نامہ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا، (اور وہ خراماں خراماں جنت پہنچ جائے گا) لیکن کافروں اور منافقوں کے متعلق: "**علیٰ رؤس الخلا ئق.**" یعنی ساری مخلوق کے سامنے ندا دی جائے گی کہ یہ لوگ وہ ہیں جنھوں نے اپنے رب کریم پر بہتان لگائے خبردار ایسے ظالموں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث پاک سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ساری رعایتیں اور ستر پوشیاں ایمان والوں کے لیے ہیں اور مومن ہوتا ہی وہ ہے جس کے دل میں محبت اور عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہو جیسے کہ خود سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "**لایومن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین.**"

تنبیہ: اور یہ ساری بہاریں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں۔ نیز جن کے دل عشق ومحبت

سے خالی ہیں ان کے دلوں میں نفاق اور بغض بھر جاتا ہے، جیسے کہ بوتل میں شربت روح افزا بھرا ہو جب شربت نکلتا جائے گا تو اس بوتل میں ہوا بھرتی جائے گی اور جب دل سے عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نکل جائے تو نفاق بھر جاتا ہے، ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہے کیوں کہ وہ رحمۃ للعالمین حبیب خدا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب جوئی اور ہرزہ سرائی کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مسلمان بھائیوں کو ایسے لوگوں کے سائے سے بھی بچائے۔ آمین!

تنبیہ: ایمان محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے اور نفاق سرکار کے ساتھ بغض کا نام ہے۔

﴿حدیث پاک-۲﴾

رسولِ اکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنگ میں قتل ہونے والے لوگ تین قسم کے ہیں، ایک وہ بندۂ مومن جو اپنے مال اور جان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرتا ہے وہ اگر جنگ میں شہید ہو جائے تو وہ ایسا صابر شہید ہے جو عرش الٰہی کے نیچے عالی شان محل میں ہوگا اور اس کے درمیان اور نبیوں کے درمیان صرف نبوت کا فرق ہے دوسرا وہ مسلمان جس کے عمل خلط ملط ہوں یعنی کچھ اچھے کچھ بُرے جب ایسا مسلمان جنگ میں شہید ہو جائے تو اُس کے سارے گناہ بخش دیے جاتے ہیں، کیوں کہ: "**ان السیف محاء للخطایا.**" یعنی تلوار گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ ایسا شخص جنت کے جس دروازے سے چاہے جنت میں جا سکتا ہے، تیسرا وہ منافق ہے جو اپنی جان اور مال کے ساتھ جنگ کرتا ہے جب وہ جنگ میں مارا جائے تو وہ دوزخ میں جائے گا:

"**فذالک فی النار لا ن السیف لایمحو النفاق.**" (دارمی، مشکوٰۃ)

یعنی وہ دوزخ میں اس لیے جائے گا (کیوں کہ تلوار گناہوں کو تو مٹا سکتی ہے) لیکن تلوار نفاق کو نہیں مٹا سکتی۔

الحاصل: ان احادیث مبارکہ سے روز روشن کی طرح عیاں ہوا کہ جس دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بسیرا ہے اس کا ٹھکانہ جنت ہے، اور جو دل عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہے اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے، خواہ وہ کتنے ہی اچھے کام کرے خواہ وہ عالم، فاضل ہو سیکڑوں کتابوں کا مصنف ہو اور خواہ اس نے ساری عمر قرآن مجید پڑھتے پڑھاتے اور تبلیغیں کرتے گزاری ہو۔

اب چند واقعات بھی تحریر کیے جاتے ہیں ہوسکتا ہے کہ کسی کی قسمت جاگ اُٹھے اور وہ کسی

عاشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن کے ساتھ وابستہ ہو کر عشق کی دولت سے مالا مال ہو جائے۔

﴿واقعہ-۱﴾

مولوی بشر مریسی ایک عالم دین اور سیدنا امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں میں سے تھا لیکن اس نے بعد میں عقیدہ بدل لیا۔ ولیوں، غوثوں، قطبوں کے ''مسلکِ اہلِ سُنّت و جماعت'' سے نکل کر معتزلی ہو گیا، پھر جب سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے زمانے میں خلق قرآن کا فتنہ کھڑا ہوا تو مولوی بشر مریسی؛ سیدنا امام احمد بن حنبل کے مقابلے میں کھڑا ہو گیا اور سیدنا امام احمد بن حنبل ''مسلکِ اہلِ سُنّت و جماعت'' پر ڈٹے رہے کہ تمہاری سیاہی مخلوق ہے کاغذ مخلوق ہے لیکن کلام ربانی چوں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ بھی قدیم ہے مخلوق نہیں اور اس کی صفات بھی مخلوق نہیں بلکہ قدیم ہیں اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے دُرّے بھی کھائے، جیل بھی کاٹی، پھر جب ان کا وصال ہوا تو صرف جنازہ دیکھ کر ہزاروں کافر مسلمان ہو گئے اور پھر جب مولوی بشر مریسی مرا اور اس کو قبرستان میں دفن کیا گیا ازاں بعد ایک مردہ جو اس بشر مریسی سے پہلے کا مدفون تھا وہ جوانی کے عالم میں فوت ہوا تھا، جب وہ فوت ہوا تو اس کے سر کے اور داڑھی کے بال سیاہ تھے پھر مولوی بشر مریسی کے دفن ہونے کے بعد وہ نوجوان اپنے کسی عزیز کو خواب میں ملا، خواب دیکھنے والے نے دیکھا کہ اس کے سر اور داڑھی کے بال سفید ہو چکے ہیں، خواب دیکھنے والے نے پوچھا یہ کیا معاملہ ہے تیرے بال تو سیاہ تھے اب یہ سفید کیوں ہو گئے ہیں۔ اس مردے نے بتایا کہ اس قبرستان میں اتنے ہزار مردے مدفون ہیں اور اپنی اپنی گور گردن، یعنی نمازی اپنی قبر میں عیش کر رہا ہے، شرابی اپنی قبر میں مار کھا رہا ہے، لیکن اس مولوی بشر مریسی کو دفن کیا گیا تو اس پر دوزخ نے ایک ہی چنگاڑ مارا جس سے سب قبرستان والوں کے بال سفید ہو گئے ہیں۔

(تفسیر روح البیان)

نوٹ: جب کوئی شخص مسلک حق ''مسلکِ اہلِ سُنّت و جماعت'' سے نکل کر کسی دوسرے مسلک میں شامل ہو جائے تو دل میں نفاق پیدا ہو جاتا ہے اور نفاق عشق کی ضد ہے لہٰذا وہ مولوی بشر مریسی کیسے عاشقِ مصطفیٰ رہ سکتا تھا............ مسلک اہلِ سُنّت و جماعت کی حقانیت کے لیے کتاب ''جنتی گروہ'' کا مطالعہ کریں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ کوئی شخص کتنا بڑا عالم ہو ہزاروں کتابوں کا مصنف ہو، ریاضتیں، مجاہدے کر کر کے وہ بڑا بزرگ بنا ہوا ہو لیکن اگر دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہے تو وہ کسی گنتی، شمار میں نہیں۔ لیکن اگر دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے معمور ہے تو بے شک وہ کچھ بھی پڑھا ہوا نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے دربار قدر و قیمت والا ہے جیسے کہ سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کچھ بھی پڑھے ہوئے نہیں تھے اور انعام پر انعام کہ شاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں معراج کی رات جنت گیا تو وہاں میرے آگے آگے کسی کے چلنے کی آہٹ آئی تو جبریل (علیہ السلام) نے عرض کیا: حضور یہ بلال ہے۔ (قربان جائیں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں اور عنایتوں کے)۔

سوال: آج سے کچھ عرصہ پہلے جو بھی اسلام میں داخل ہوتا وہ سچا عاشق رسول بن جاتا۔ لیکن اب وہ جذبہ، وہ عشق نہیں رہا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: سید دو عالم فخر آدم و بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”ادبوا اولادکم علی ثلاث خصال حب نبیکم و حب اهلبیته وقراة القرآن“...... الخ (جامع صغیر للسیوطی)

یعنی اے میری اُمت تم سب سے پہلے اپنی اولاد کو تین باتوں کی تربیت دو، سب سے پہلے اپنی اولاد کو اپنے نبی کی محبت کی تربیت دو، پھر ان کو اہلِ بیت کی محبت سکھاؤ، پھر قرآن مجید پڑھاؤ۔

لہٰذا جب تک اس پر عمل ہوتا رہا دلوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بٹھا دی جاتی، عشق رسول کی آبیاری ہوتی رہی لیکن کم و بیش ڈیڑھ سو سال سے کانٹا بدل دیا گیا ہے، اب سب سے پہلے قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے اور بتوں والی اور کافروں والی آیات مبارکہ سے بچوں کے دلوں میں نبیوں، ولیوں کو نکما، ناکارہ بتایا جاتا ہے، پھر وہ بچے علم دین حاصل کرنے کے بعد تا زندگی اسی چیز کا درس دیتے اور تقریریں کرتے ہیں کہ نبی، ولی کچھ نہیں کر سکتے اور نبی، ولی ہماری طرح بشر ہی ہیں۔ اسی لیے سیدنا عبداللہ بن عمر صحابی رضی اللہ عنہما نے ایسے لوگوں کو ساری خدائی سے بدتر شمار کیا ہے، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

”وکان ابن عمر یری الخوارج شرار خلق اللّٰہ وقال انهم انطلقوا الی آیات نزلت فی الکفار فجعلوها علی المومنین.“......

بایں وجہ سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہٗ نے فرمایا:

''محجو باں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را بشر گفتند و در رنگ سائر بشر نمودند ناچار منکر گشتند و صاحب دولتاں کہ اُورا علیہ الصلوٰۃ والسلام بعنوان رسالت و رحمت عالمیاں دانستند وازسائر ناس ممتاز دیدند بدولت ایمان مشرف گشتند واز اہل نجات آمدند۔'' (مکتوباتِ مجددیہ)

یعنی وہ بدنصیب لوگ جو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہتے ہیں اور عام لوگوں کے رنگ میں بشر ظاہر کرتے ہیں، آخر کار ایسے لوگ منکر ہو جاتے ہیں (بے ایمان مرتے ہیں) لیکن خوش نصیب لوگ جو کہ حبیب خدا سید انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت کے عنوان سے جانتے ہیں اور سب جہانوں کی رحمت جانتے ہیں، اور وہ اس حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ساری خدائی سے ممتاز جانتے ہیں ایسے لوگوں کا ایمان پر خاتمہ ہوگا اور وہ دوزخ کے عذاب سے نجات حاصل کرلیں گے۔

الحاصل: میں نے یہ چند سطریں محض خیر خواہی کے لیے لکھی ہیں، نہ میرا مقصد کسی کی دل شکنی ہے نہ فرقہ بندی کو ہوا دینا ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ کوئی مسلمان بھائی میری یہ تحریر پڑھ کر دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگہ دے اور وہ بے ادبوں سے بچ کر جنت بریں حاصل کر لے اور ہماری بخشش کا بھی سبب بنے...... **واللّٰہ المستعان وھو نعم الوکیل**

﴿انتباہ﴾

عشق اور ادب یہ آپس میں لازم وملزوم ہیں، یعنی جس دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم موجزن ہوگا اس سے بے ادبی ہرگز سرزد نہ ہوگی، اور جس دل میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہو اس سے بے ادبیاں سرزد ہوتی رہتی ہیں۔ خواہ یوں کہہ لیجیے کہ جن کی زبان اور قلم سے بے ادبیاں سرزد ہوتی رہی ہیں اُن کے دل عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہیں۔

﴿نتیجہ﴾

نتیجہ یہ نکلا کہ جو دل عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے خالی ہوں ان سے بے ادبیاں سرزد ہوتی ہی رہتی ہیں، جو کہ ان کو آخری وقت بے ایمان کر دیں گی جیسے کہ آپ نے سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہٗ کا ارشاد مبارک پڑھا ہے، لہٰذا میری دردمندانہ اپیل ہے کہ ہم ایک باپ آدم علیہ السلام اور ایک ماں حضرت حوا کی اولاد سے ہیں اس ناطے سے

اپیل ہے کہ آپ فرقہ بازی سے باہر نکلیں اور کوشش کر کے کہیں سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کریں۔ جیسے کہ میاں عبدالرشید مرحوم نور بصیرت والوں نے لکھا ہے کہ میں دس سال اہل حدیثوں کے زیرسایہ رہا ایک بار مجھے پتا چلا کہ قلعہ گوجر سنگھ لاہور میں ایک روحانی گورنر آئے ہوئے ہیں، لوگ ان کی خدمت میں درخواستیں پیش کرتے ہیں اور وہ آگے دربار رسالت میں حاضر کر دیتے ہیں تو لوگوں کے کام ہو جاتے، دوپہر کے وقت میں بھی چلا گیا اور درخواست لکھی کہ مجھے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم چاہیے۔ گورنر صاحب نے وہ درخواست پڑھی تو میں نے پوچھا کیا یہ منظور ہو جائے گی وہ بولے بھلا یہ بھی منظور نہ ہوگی؟ پھر مجھے فرمایا چلو داتا دربار چلتے ہیں، وہاں حاضر ہو کر عرض کریں گے تو چوں کہ میں دس سال اہل حدیثوں کے زیرسایہ رہا اس لیے داتا دربار جانے سے انکار کر دیا، انھوں نے فرمایا: تم اس گلی میں کھڑے ہو جانا جو دربار کو جاتی ہے اور میں اندر چلا جاؤں گا، ایسے ہی ہوا پھر چند دن گزرے کہ کایا پلٹ گئی اور پھر میاں عبدالرشید مرحوم ومغفور نے ایک زمانہ بھر کے مسلمانوں کو عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے روشناس کرایا۔

(کتاب: ایمان کے موتی، صفحہ ۲۱۱)

لہٰذا میری سب مسلمان بھائیوں کی خدمت میں اپیل ہے کہ آپ دل میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگہ دیں، پھر یہ اگر مگر کے تانے بانے سب ختم ہو جائیں گے۔

نوٹ: اگر کوئی ایسا بزرگ نہ ملے تو درود پاک کی کثرت کریں ہوسکتا ہے کہ سرکار رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کرم کر دیں۔ نیز ایسی کتابوں کا مطالعہ مثلاً: ''حجۃ اللہ علی العالمین''، ''خصائص کبریٰ'' کا مطالعہ کریں۔ مگر چوں کہ یہ عربی زبان میں ہیں اور آج کل عربی داں بہت کم ہیں لہٰذا ''البرہان'' کا مطالعہ خالی الذہن ہو کر کریں۔

ان شاء اللہ تعالیٰ دل عشق سے معمور ہو جائے گا، توفیق دینے والا وہی **حی وقیوم** ہے جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے۔

والسلام

دُعاؤں کا محتاج **ابوسعید محمد امین** غفرلہٗ

محمد پورہ، فیصل آباد، ۳۰ ربیع الاول شریف ۱۴۳۱ھ

☆☆☆